امام ابوالحسن مدائنیؒ

(اسلامی ہند کے پہلے مورخ)

از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری اڈیٹر البلاغ بمبئی

دوسری صدی کے نصف اول (سنہ ۱۰۱ھ تا سنہ ۱۵۰ھ) میں پورے عالم اسلام میں مختلف موضوعات پر کتابوں کی تدوین و تالیف کا دور شروع ہوا تو احادیث و آثار اور فقہ کی طرح سیر و مغازی، طبقات و تاریخ، فتوحات و غزوات، اور احداث و اخبار پر بھی کتابیں لکھی گئیں، اور تیسری صدی تک ان موضوعات پر تصانیف کا انبار لگ گیا،

اس دور میں بلاد اسلامیہ کی فتوحات و غزوات پر بہت سے علماء و ائمہ نے کتابیں لکھیں ان میں متعدد علماء نے خراسان، سجستان، کرمان، مکران، سندھ اور ہندوستان کے علاوہ بہت سے عجمی ممالک کے غزوات و فتوحات پر خصوصی توجہ دی، ہماری تحقیق میں اس دور میں امام ابوالحسن علی ابن محمد مدائنی متوفی سنہ ۲۲۵ھ رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے مورخ ہیں جنھوں نے اسلامی ہند پر تین مستقل کتابیں لکھیں، اور یہاں کی فتوحات و امارات اور اخبار و احوال کے ساتھ خصوصی اعتنا کیا۔ ابن ندیم نے ان کے بارے میں علماء تاریخ و طبقات کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے،

قالت العلماء ابو مختف	علماء نے کہا ہے کہ ابومخنف عراق
بامر العراق و اخبارها	کے امور و اخبار اور فتوحات کے
وفتوحها يزيد على غيره،	بارے میں دوسروں سے زیادہ علم
والمدائنی بامر خراسان	رکھتے ہیں، اور مدائنی خراسان،
والهند وفارس والواقدی	ہندوستان اور فارس کے بارے
بالحجاز والسيرة، وقد ا	میں دوسروں پر فائق ہیں، اور
اشتركوا فی فتوح الشام [1]	واقدی حجاز کے اخبار اور سیر و مغازی
	میں دوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں، [2]

اور مدائنی کی تقریباً سوا دو سو تاریخی تصانیف میں ہندوستان کے موضوع پر ان تین مستقل کتابوں کا تذکرہ کیا ہے،

(۱) کتاب ثغر الھند۔ (۲) کتاب عمال الھند (۳) کتاب فتح مکران۔ [2]

مدائنی کے معاصر اور ان سے متقدم الوفاۃ مورخ علامہ واقدی متوفی سنہ ۲۰۷ھ کی ایک کتاب اخبار فتوح بلد السند کا تذکرہ قاضی رشید بن زبیر نے اپنی کتاب الذخائر والتحف میں کیا ہے جس میں واقدی نے حضرت امیر معاویہؓ کے امیر سندھ عبد اللہ بن سوار عبدیؒ کی خدمت میں راجہ قیقان کے گرانقدر تحفہ بھیجنے کا ذکر کیا ہے، واقدی کی تصانیف میں اس نام کی کسی کتاب کا تذکرہ نہیں ملتا ہے، ہو سکتا ہے کہ ان کی کتاب فتوح العراق میں اس عنوان سے مستقل باب سندھ کی فتوحات کا رہا ہو، جیسے بلاذری کی کتاب فتوح البلدان میں فتوح السند کے الگ عنوان کے تحت یہاں کے غزوات و فتوحات اور امارات کا ذکر ہے، بہر حال واقدی نے مدائنی سے پہلے ہندوستان کی اسلامی تاریخ پر خصوصی توجہ کر کے مستقل کتاب یا مستقل باب لکھا ہے، اس کے باوجود ہندوستان کے بارے میں مدائنی کی متعدد تصانیف اور ان کے ذریعہ گرد خلیفہ بن

---

[1] الفہرست ص ۱۴۷ [2] ایضاً ص ۱۵۰

خیاط بصری متوفی سنہ ۲۴۰ھ اور ابوالحسن احمد بن یحییٰ بلاذری متوفی سنہ ۲۷۹ھ کی اپنی کتابوں میں یہاں کے حالات سے خصوصی اعتنا کی وجہ سے مدائنی اسلامی ہند کے پہلے مورخ مانے جائیں گے، اس وقت اسی حیثیت سے انکا تذکرہ مقصود ہے، وہ دوسری صدی کے عظیم مورخ، ماہر انساب وطبقات، عالم فتوح ومغازی، راویۂ ایام واخبار اور ثقہ وصدوق محدث ہیں، اور تواریخ واحداث پر اپنی تصانیفِ کثیرہ کی وجہ سے اخباری کے لقب سے مشہور ہیں، جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا،

امام ابوالحسن مدائنی کا مستقل تذکرہ حسب ذیل کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

(۱) ان کے سب کے قدیم تذکرہ نگار ابن قتیبہؒ متوفی سنہ ۲۷۶ھ نے کتاب المعارف مین دو سطر سے کم ہی میں انکا ذکر کیا ہے (۲) ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں انکا حال کم اور تصانیف کا تذکرہ نہایت تفصیل سے کیا ہے، (۳) خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین نسبتۂ تفصیل سے لکھا ہے، جو بعد والوں کا ماخذ ہے، (۴) سمعانی نے کتاب الانساب مین تاریخ بغداد کا خلاصہ درج کیا ہے، (۵) یاقوت نے معجم الادباء میں کچھ زائد باتیں لکھی ہیں، اور ابن ندیم کے حوالے سے تصانیف کا مفصل تذکرہ کیا ہے، (۶) امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں جرح وتعدیل کے انداز میں انکا تذکرہ کیا ہے۔ العبر فی خبر من غبر میں تاریخ بغداد کا خلاصۃ الخلاصہ بیان کیا ہے، اور المغنی عن الضعفاء میں ایک سطر میں لکھا ہے۔ (۷) ابن عماد نے شذرات الذہب میں العبر کی عبارت نقل کر دی ہے،

نام ونسب اور ولاء | ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف قرشی مدائنی، مولیٰ عبدالرحمن ابن سمرہ یا مولیٰ عبد شمس بن عبد مناف، عام طور سے ابوالحسن مدائنی یا صرف مدائنی سے مشہور ہیں، ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں[1] بلاذری نے فتوح البلدان کے باب السند میں[2] خطیب نے

[1] ص ۲۲۴ [2] ص ۴۲۰

تاریخ بغداد میں[1] ابن ندیم نے الفہرست میں[2] سمعانی نے کتاب الانساب میں[3] یاقوت نے معجم الادباء میں[4] مدائنی کے نام ونسب اور ولاء کے بارے میں اتنا ہی لکھا ہے، جسے مدائنی کے شاگرد رشید حارث بن ابواسامہ نے بیان کرکے کہا ہے کہ یہ معلومات خود مدائنی نے اپنے نسب کے بارے میں مجھے دی ہیں، خطیب نے لکھا ہے،

محمد بن جریر الطبری قال،	طبری کا قول ہے کہ علی بن محمد بن عبداللہ
علی بن محمد بن عبد اللہ	بن ابی سیف مولیٰ عبدالرحمن بن سمرہ
بن ابی سیف، مولی عبدالرحمن	کے نسب اور ولاء کے بارے میں
بن سمرۃ، اخبرنی الحارث	ان کے شاگرد حارث بن ابواسامہ نے
انہ ھوالذی اخبرہ بنسبہ	مجھ سے بیان کیا ہے کہ خود مدائنی نے انکو
وولائہ[5]	یہ معلومات دی ہیں۔

اور ابن ندیم نے لکھا ہے۔

قال الحارث بن ابی اسامۃ	حارث بن ابواسامہ نے بتایا ہے کہ
المدائنی ابوالحسن علی بن محمد بن	مدائنی کا نام ونسب اور ولاء یوں
عبد اللہ بن ابی سیف المدائنی	ہے، ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ
مولی شمس بن عبد مناف[6]	ابن......ابی سیف، مولیٰ
	شمس بن عبد مناف۔

مدائنی کے اجداد میں کوئی بزرگ فاتح سجستان حضرت عبدالرحمن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، اسی لئے مدائنی ولاءً قرشی ہیں

[1] ص ۵۴ ج ۱۲ [2] ص ۱۴۷ [3] ص ۵۱۵ ج ۲، [4] ص ۳۰۹ ج ۵ [5] تاریخ بغداد ص ۵۵ ج ۱۲ [6] الفہرست ص ۱۴۷۔

اور مولیٰ عبد الرحمٰن بن سمرہ یا مولیٰ عبد شمس بن عبد مناف کہے جاتے ہیں، مدائنی کے پر دادا ابو سیف غالباً حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ کے ساتھ کابل یا سندھ کے علاقہ سے بصرہ گئے، اور مسلمان ہوئے، جو حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں سجستان و کابل کے ساتھ سندھ و مکران کے بعض علاقوں کے مشہور فاتح ہیں، وہ پہلی بار ۳۳ھ میں سجستان کی مہم پر آئے، دوسری بار ۴۲ھ میں یہاں کی بغاوت فرو کرنے کے لئے آئے، اور سندھ و مکران کے بعض نواحی علاقے فتح کئے، آخر میں بعہد معاویہ بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہیں ۵۱ھ میں انتقال فرمایا، بصرہ کے جس علاقے میں حضرت عبد الرحمٰنؓ بن سمرہ مقیم تھے اس کو سکۂ ابن سمرہ کہتے تھے، یہاں ان کا شاندار اور وسیع و عریض قصر تھا، اسی میں ان کے کابلی غلاموں نے ایک عظیم الشان مسجد کابلی طرز تعمیر پر بنائی تھی، بعد میں یہ علاقہ ان کی اولاد کا مسکن بنا اور سکۂ بنی سمرہ کہلایا جس کے مالک حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ کے پوتے عتبہ بن عبد اللہ نامی ایک بزرگ تھے، بلاذری کا بیان ہے،

وکان عبد الرحمٰن قدم بغلمان	حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ کابل سے غلام
من سبی کابل فعملوا له مسجداً	لائے تھے جنھوں نے ان کے قصر واقع
فی قصرہ بالبصرۃ علی بناء کابل[1]	بصرہ میں کابلی طرز تعمیر پر ایک مسجد بنائی

۳۳ھ میں حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ نے کابل کی مہم کے سلسلے میں افغانستان کے علاقہ زرنج کے حاکم سے دو ہزار (۲۰۰۰) غلاموں پر صلح کی تھی، پھر آگے بڑھ کر ہندوستان کے بعض نواحی علاقے فتح کئے، بلاذری نے لکھا ہے،

فاتی زرنج فحصر مرزبانها فی	حضرت ابن سمرہؓ نے زرنگ کے حاکم
قصرہ فی یوم عید لهم فصالحه	کا اس کے قلعہ میں وہاں کے قومی

علی الفی وصیف، وغلب ابن	جشن کے دن محاصرہ کیا، اور اس نے
سمرۃ علی ما بین زرنج وکش	دو ہزار (۲۰۰۰) غلاموں پر ان سے صلح کی
من ناحیۃ الهند[1]	اور حضرت ابن سمرہؓ ہندوستان کی
	جانب زرنگ اور کچھ کے درمیانی علاقہ
	پر قابض ہو گئے۔

ہو سکتا ہے کہ کابل کے جنگی قیدیوں اور غلاموں میں کچھ لوگ ہندوستانی علاقہ کے بھی رہے ہوں جن میں مدائنی کے جداعلیٰ بھی شامل تھے، اور اسی آبائی وطنی تعلق کی بنا پر انھوں نے ہندوستان کے غزوات و فتوحات اور امارات و حادثات پر مستقل کتابیں لکھیں۔

اس زمانہ میں عام طور سے غلمان و موالی اپنے آقاؤں کے ساتھ ان کے جوار میں رہتے تھے اس لئے مدائنی کا خاندان بھی بصرہ کے سکۂ ابن سمرہ میں رہتا تھا۔

بصرہ میں پیدائش اور نشو و نما۔ بصرہ کے اسی سکۂ ابن سمرہ میں مدائنی بالاتفاق مورخین ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور یہیں ان کی نشو و نما ہوئی، ابن ندیم نے لکھا ہے۔

ومولدہ علی ما ذکرہ محمد بن	مدائنی کی ولادت کے بارے میں حسین
یحیی عن الحسین بن فهم	ابن فہم نے کہا ہے کہ خود مدائنی کا قول
عنه انه قال ولدت	ہے کہ میری ولادت ۱۳۵ھ میں ہوئی ہے،
سنة خمس وثلاثين	
ومائة[2]	

خطیب نے مدائنی کے شاگرد حارث بن ابو اسامہ کا بیان نقل کیا ہے،

وکان مولدہ ومنشأہ بالبصرۃ	مدائنی کی ولادت اور نشو ونما بصرہ
ثم سار الی المدائن بعد حین	میں ہوئی ہے، پھر وہ مدائن گئے، اس کے
ثم سار الی بغداد فلم	بعد بغداد چلے گئے، اور وہیں رہے حتی
یزل بھا حتی توفی بھا۔[1]	کہ وہیں فوت ہوئے۔

نیز خطیب، سمعانی اور یاقوت نے لکھا ہے کہ مدائنی بصری ہیں، مدائن میں قیام کیا، پھر وہاں سے بغداد منتقل ہو گئے، اور وفات تک یہیں رہے، یہ عجیب بات ہے کہ وہ بصری المولد والمنشاء اور بغدادی الوفاۃ ہونے کے باوجود درمیان میں کچھ مدت قیام مدائن کی وجہ سے مدائنی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

اس وقت بصرہ کی آبادی پر تقریباً ایک سو بیس[۱۲۰] سال گزر چکے تھے، اور پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس سفاح کا دور خلافت تھا، ۱۴ھ میں بصرہ کی تعمیر و تمصیر فوجی و حربی نقطۂ نظر سے ہوئی تھی، اس لئے یہاں فاتح عربوں اور مفتوح عجمیوں کی آبادیاں زیادہ ہوئیں، سواد بصرہ میں دیگر بلاد عجم کی طرح ہندوستان بھی شامل تھا، اور یہاں کا حربی اور شہری نظام بصرہ کے مرکز سے وابستہ تھا، اس لئے یہاں ایران کے اساورہ کی طرح ہندوستان کے زط (جاٹ) سیابجہ اور میدوغیرہ بڑی تعداد میں آباد ہو گئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرہ کے سرکاری خزانہ (بیت المال) کی حفاظت پر ہندوستان کے چالیس اور ایک روایت کے مطابق چار سو سیابجہ مامور تھے، جن کا سردار ابو سالمہ نامی ایک مسلمان جاٹ تھا۔[2]

اس دور میں بصرہ اسلامی و عجمی تہذیب و ثقافت کا مجمع البحرین تھا، تابعین اور تبع تابعین کے برکات و حسنات عام تھے، اسلامی علوم و فنون کے ائمہ تدریس و تعلیم اور تدوین و تالیف میں

[1] تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۵۵ [2] فتوح البلدان ص ۳۶۹

مصروف تھے، جن میں اکثریت طبقۂ موالی کی تھی، اسی ماحول میں مدائنی نے آنکھیں کھولیں اور دینی و علمی نشو و نما پائی، قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے زندگی کا بڑا حصہ بصرہ میں گزارا،

بصرہ میں تعلیم | جیسا کہ معلوم ہوا بصرہ اس وقت علم و علماء سے معمور و مشحون تھا، اور ائمہ دین کی برکتیں عام تھیں، مدائنی نے اپنے مولد و منشاء میں رہکر انھیں حضرات سے تعلیم حاصل کی اور یہاں کے شیوخ سے احادیث کی روایت کی، ان کے شیوخ و اساتذہ میں یہ بصری علماء نمایاں مقام و مرتبہ کے مالک ہیں، حماد بن سلمہ بصری متوفی ۱۶۷ھ، مبارک بن فضالہ بصری متوفی ۱۶۵ھ، ابو بکر ہذلی (سلمی بن عبد اللہ بن سلمی) بصری متوفی ۱۶۷ھ، سلام بن ابی مطیع بصری متوفی ۱۷۳ھ، اور ان کے تلامذہ میں خلیفہ بن خیاط بصری متوفی ۲۴۰ھ، محمد بن صالح قرشی بصری متوفی ۲۵۲ھ اور ابن شبہ بصری متوفی ۲۶۲ھ قابل ذکر ہیں۔

مدائنی اپنے مولد و منشاء کی بلدی تاریخ پر خصوصی نظر رکھتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام بصرہ ہی کے زمانے میں ان کے علمی و تحقیقی ذوق میں پختگی آ گئی تھی، چنانچہ ان کے شاگرد بلاذری نے تمصیر البصرۃ کے باب میں وہاں کے تاریخی آثار و علائم کے متعلق ان کی متعدد روایات درج کی ہیں، مثلاً ص ۳۴۸ پر حمام ابو بکرہ، ص ۳۵۰ پر احنف بن قیس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری اور گفتگو، ص ۳۵۳ پر قصر ہزار در، ص ۳۵۶ پر خطۂ زیاد، ص ۳۵۹ پر نہر یزید بن مہلب، ص ۳۶۰ پر قطعۂ مہلبان، اور ص ۳۶۱ پر خطۂ کوسجان کے بارے میں مدائنی کے حوالہ سے اہم معلومات درج ہیں۔

دیگر مقامات میں تحصیل علم | مدائنی کے شیوخ و اساتذہ میں بصری، کوفی، مکی، مدنی، بغدادی سب ہی شامل ہیں، مگر یہ عجیب بات ہے کہ کتابوں میں ان کے کسی استاذ یا علمی سفر کا ذکر نہیں ہے، صرف امام ذہبی نے العبر میں اتنا لکھا ہے۔

سمع ابن ابی ذئب وطبقتہ[1] مدائنی نے امام ابن ابی ذئب اور ان کے معاصرین سے حدیث کا سماع کیا ہے،

امام ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب) مدنی متوفی ۱۵۹ھ مدینہ منورہ کے مفتی وفقیہ تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدائنی نے مدینہ منورہ کا سفر کرکے امام ابن ابی ذئب سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے، مدائنی کے شیوخ میں امام ابن ابی زائدہ (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ خالد بن میمون کوفی) متوفی ۱۸۳ھ ہیں جو مدائن کے قاضی تھے، اور وہاں کے عہدۂ قضا ہی کے زمانہ میں فوت ہوئے، غالباً مدائنی نے وہاں کے زمانۂ قیام میں قاضی ابن ابی زائدہ سے روایت کی ہے، نیز اس زمانہ کے عام رواج کے مطابق مدائنی نے بصرہ، کوفہ، مکہ، مدینہ، مدائن اور بغداد کے ائمۂ حدیث وفقہ سے تحصیل وتکمیل کی ہوگی، یہ بلاد وامصار اس وقت اسلامی علوم کے دار العلم اور ائمۂ دین کے گہوارے تھے،

شیوخ واساتذہ | جیسا کہ معلوم ہوا مدائنی کے شیوخ واساتذہ کے نام ان کے تذکرہ نگاروں نے نہیں لکھے ہیں صرف امام ذہبی نے سمع ابن ابی ذئب، وطبقتہ لکھا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مدائنی نے امام ابن ابی ذئب کے علاوہ ان کے معاصر ائمۂ حدیث سے سماع وروایت کا شرف پایا ہے۔

ذیل میں ہم مدائنی کے چند شیوخ واساتذہ کے نام پیش کرتے ہیں، جو ان کے دو شاگردوں کی کتابوں میں ان سے روایت کے سلسلے میں ملتے ہیں، خلیفہ بن خیاط کی تاریخ خلیفہ، اور بلاذری کی فتوح البلدان ہمارے پیش نظر ہے، ان ہی دونوں کتابوں سے مدائنی کے اساتذہ کے نام درج کئے جاتے ہیں، اگر بلاذری کی انساب الاشراف اور طبری کی تاریخ وغیرہ میں تلاش وجستجو کی جائے تو مزید نام مل سکتے ہیں، ان دونوں مؤرخوں نے بعض مقامات پر مدائنی کے شیوخ اجمالی طور

[1] العبر فی خبر من غبر صـ۳۹۱ ج ۱ وشذرات الذہب صـ۵۴ ج ۲

بیان کئے ہیں، مثلاً خلیفہ نے ایک مقام پر لکھا ہے،

وحدثنی علی بن محمد عن اشیاخہ صـ۱۵ اور بلاذری نے ایک جگہ وحدثنی المدائنی عن اشیاخہ صـ۳۷۵ اور دوسری جگہ وحدثنی المدائنی علی بن محمد بن ابی سیف عن اشیاخہ صـ۲۹۵ لکھا ہے۔

خلیفہ اور بلاذری کی کتابوں میں مدائنی کی جو روایات موجود ہیں ان کی پوری سند نقل کردی گئی ہے، تاکہ ان کے سلسلۂ سند کے رواۃ ورجال کے نام بھی معلوم ہوجائیں جس سے ان کے علمی مقام ومرتبہ کا اندازہ ہوگا۔ جن اساتذہ کے حالات فی الحال مل سکے ان کا مختصر تعارف لکھدیا ہے، ان میں ائمۂ حدیث وفقہ، عُبّاد وزُہّاد اور علمائے تاریخ وسیر سب ہی شامل ہیں۔

(۱) حدثنی علی بن محمد، عن اسحاق بن ابراھیم الازدی (خلیفہ صـ۵۹۲)

(۲) علی بن محمد، عن ایوب بن عتبہ عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن (خلیفہ صـ۸۵)

ابو یحییٰ ایوب بن عتبہ متوفی سنہ ۱۶۰ھ قاضیٔ یمامہ بنی قیس ثعلبہ سے ہیں، انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر، عطاء بن ابی رباح، قیس بن طلق حنفی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو داؤد طیالسی، اسود بن عامر بن شاذان، قاضی ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، ابو النضر ہاشم بن قاسم، آدم بن ابی ایاس وغیرہ نے روایت کی ہے[1]۔

(۳) حدثنی المدائنی عن ابی اسمٰعیل الطائفی، (بلاذری صـ۶۷)۔

(۴) وحدثنا ابو الحسن عن بقیۃ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ (خلیفہ صـ۳۱۶)

(۵) وحدثنی المدائنی عن جہم بن حسان (بلاذری صـ۳۳۷)

[1] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۳ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۰۸

(۶) ابوالحسن، عن حباب بن موسیٰ، عن عاصم بن بھلۃ، عن زر بن جیش،

(خلیفہ ص۱۲۰) ابوالحسن عن حباب بن موسیٰ، عن جابر عن ابی الجمہ ا ء (ایضاً ص۲۱۹)

ان کے شیخ عاصم بن بہلہ کوفی متوفی سنہ ۱۲۷ھ ابن ابی النجود کی کنیت سے مشہور ہیں، اور یہ مشہور قاری ہیں۔

(۷) فحدثنی علی بن محمد، عن حماد بن سلمۃ، عن علی بن زید، عن سعید بن مسیب (خلیفہ ص۵۶) وحدثنا علی بن محمد وموسیٰ بن اسمٰعیل، عن حماد بن سلمۃ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ (ایضاً ص۶۲، ص۸۲، ص۸۶، ص۱۰۱)

ابوسلمہ حماد بن سلمہ بن دینار بصری متوفی سنہ ۱۶۷ھ مفتی بصرہ، مشہور ائمۂ دین میں ہیں، مولیٰ تیم یا مولیٰ قریش ہیں، انھوں نے ثابت بنانی، قتادہ، حمید الطویل، انس بن سیرین، ہشام بن عروہ کے علاوہ تابعین کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی، اور ان سے ابن جریج، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، شعبہ، قطان وغیرہ نے روایت کی،[1]

(۸) ابوالحسن، عن خلاد بن عتبہ، عن علی بن زید، عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ (خلیفہ ص۱۳۷) خلاد بن عتبہ کے شیخ ابوالحسن علی بن زید بن عبداللہ بن ابی ملیکہ تیمی، بصری متوفی ۱۲۹ھ مشہور محدث ہیں۔

(۹) حدثنا علی بن محمد بن ابی سیف عن سلام بن ابی مطیع، عن قتادہ، عن سعید بن مسیب (خلیفہ ص۲۹، ص۹۰) ابوسعید سلام بن ابی مطیع بصری متوفی ۱۶۳ھ بصرہ کے خطباء و عقلاء میں سے تھے، انھوں نے ابوعمران جونی اور ائمۂ حدیث کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی ہے، امام احمدؒ نے ان کو ثقہ صاحبِ سنت بتایا ہے۔[2]

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۱ [2] العبر ص۲۶۳،

(۱۰) ابوالحسن، عن سلمہ بن عثمان، عن زید بن علی، عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ (خلیفہ ص۱۴۰)

سلمہ بن عثمان کوفی متوفی سنہ ۰ ھ نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مرسل حدیث کی روایت کی ہے، جسے ان کے بھانجے مسعر نے ان سے سنا ہے۔[1]

(۱۱) فحدثنا علی بن محمد، عن عبداللہ بن عمر الانصاری عن ہشام بن عروہ، عن ابیہ (خلیفہ ص۶۶)

ان کے شیخ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی متوفی سنہ ۱۴۶ھ مشہور تابعی اور محدث ہیں،

(۱۲) وحدثنی المدائنی، عن عبداللہ بن القاسم، عن فروہ بن لقیط (بلاذری ص۳۲۳)

(۱۳) حدثنا علی عن عبدالرزاق عن معمر، عن قتادہ، عن الحسن، (خلیفہ ص۲۲۶)

ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی سنہ ۲۱۱ھ مشہور امام و حافظ حدیث ہیں، انھوں نے اپنے والد ہمام، چچا وہب اور معمر، عبیداللہ بن عمر، ابن جریج، امام مالک، امام اوزاعی، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ان کے استاد سفیان بن عیینہ اور معتمر بن سلیمان کے علاوہ اور بہت سے محدثین نے روایت کی ہے۔[2] حدیث میں ان کی مشہور کتاب المصنّف چھپ گئی ہے،

(۱۴) وحدثنی (علی بن محمد بن ابی سیف) عن ابن المبارک عن مجالد عن الشعبی (خلیفہ ص۱۴۱)

حضرت ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مبارک مروزی متوفی سنہ ۱۸۱ھ مشہور ائمۂ اسلام میں سے ہیں، انھوں نے موسیٰ بن عقبہ، ابن ابی ذیب، اعمش، ہشام بن عروہ، اوزاعی، شعبہ، سفیان ثوری، لیث بن سعد، امام مالک وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے معمر بن راشد، ابن عیینہ، معتمر بن سلیمان وغیرہ نے روایت کی، ان کے تلامذہ اور ان کے شیوخ و اقران کی بڑی تعداد ہے۔[3]

---

[1] تاریخ کبیر بخاری ج ۲ قسم ا ص ۸۱ [2] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۱ [3] العبر ج ۵ ص ۳۸۲،

(۱۵) قال علی، عن عثمان بن عبد الرحمٰن (خلیفہ صہ ۸) وحدثنی علی بن محمد عن عثمان بن عبد الرحمٰن، عن الزہری (ایضاً صہ ۹، ۸۳، ۹۹)

ابو عمر عثمان بن عبد الرحمٰن زہری متوفی ایام خلیفہ ہارون، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (تعالیٰ عنہ) کی اولاد سے ہیں، وقاصی اور مالکی کی نسبت سے بھی مشہور ہیں، عطار بن ابی رباح، نافع مولی بن عمر، محمد بن منکدر، ابن شہاب زہری اور سابق بریدی سے روایت کی، حجازی ہیں، بغداد میں حدیث کی روایت کی[1]

(۱۶) علی بن محمد، عن المبارک بن فضالہ عن الحسن (خلیفہ صہ ۸) ابوالحسن عن مبارک بن فضالہ، عن معاویہ بن قرۃ، (ایضاً صہ ۱۴) علی بن ابی سیف عن المبارک بن فضالہ۔ عن الحسن (ایضاً صہ ۱۴۱)

ابوفضالہ مبارک بن فضالہ بن ابی امیہ بصری متوفی ۱۶۵ھ مولی زید بن خطاب نے حسن بصری، بکر بن عبداللہ مزنی، محمد بن منکدر، ہشام بن عروہ سے روایت کی، تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ سال تک امام حسن بصری کے حلقۂ درس میں شریک رہے، نہایت عابد و زاہد تھے[2]

(۱۷) وحدثنا علی بن محمد، عن ابن ابی ذئب، عن الزہری، عن سالم عن ابیہ (خلیفہ صہ ۸۴)

ابو الحارث محمد بن عبد الرحمٰن بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب، ہشام بن شعبہ مدنی متوفی ۱۵۸ھ ابن ابی ذئب کی کنیت سے مشہور ہیں، عکرمہ مولی بن عباس، نافع مولی ابن عمر، سعید بن ابی سعید مقبری سے روایت کی۔ اور ان سے سفیان ثوری، معمر بن راشد، عبداللہ ابن مبارک، یحییٰ بن سعید القطان، واقدی وغیرہ نے روایت کی، مدینہ منورہ میں فتویٰ دیتے تھے، فقہائے مدینہ میں سے تھے، تمام رات عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے[3]

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۷۹ [2] تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۹ [3] ایضاً ج ۹ ص ۳۰۳،

(۱۸) ابوالحسن عن محمد بن صالح الثقفی، عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکہ (خلیفہ صہ ۲۰۶)

(۱۹) قال ابوالحسن عن علی بن سلیم (خلیفہ صہ ۲۲۴)

ابوسلیم علی بن سلیم الجزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان سے معمر اور ابو عوانہ نے روایت کی[1]

(۲۰) علی بن محمد عن علی بن مجاہد، عن حنش بن مالک (خلیفہ صہ ۱۸۵) وحدثنی المدائنی عن علی بن مجاہد، عن محمد بن اسحٰق، عن الزہری (بلاذری صہ ۳۲۲)

قاضی ابومجاہد علی بن مجاہد بن رفیع کابلی متوفی بعد ۱۸۰ھ قبیلہ کندہ یا عبدالقیس کے مولی اور مدائنی کے ہم وطن یعنی کابل کے موالی میں سے تھے، ان کی کتاب المغازی مشہور ہے، انھوں نے ابومعشر نجیح بن عبد الرحمٰن سندی مدنی، موسیٰ بن عبیدہ زبدی، مسعر، محمد بن اسحاق، یونس بن ابو اسحاق، عیینہ بن سعید، حجاج بن ارطاۃ، سفیان ثوری وغیرہ سے روایت کی اور ان سے جریر بن عبدالحمید، محمد بن عیسیٰ بن طباع، ابوصالح سلمویہ، احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی[2]۔

(۲۱) وحدثنی المدائنی عن علی بن حماد، وسحیم بن حفص وغیرہما (بلاذری صہ ۳۷۰)

(۲۲) وحدثنی علی عن قراد عن عثمان بن معاویۃ عن ابیہ عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ (خلیفہ صہ ۱۳۲)

ابونوح عبد الرحمٰن بن غزوان خزاعی بغدادی متوفی ۲۰۰ھ مولی عبداللہ بن مالک کا لقب قراد ہے، انھوں نے عوف، شعبہ اور حجاج وغیرہ سے روایت کی، امام احمد نے ان کو عقلاء میں شمار کیا ہے، علی بن مدینی نے ثقہ کہا ہے اور ابن معین نے لاباس بہ بتایا ہے[3]۔

---

[1] تاریخ کبیر بخاری ج ۳ قسم ۲ صہ ۲۷۷ [2] ایضاً ج ۳ قسم ۲ ص ۲۹۰ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۷۰ [3] طبقات ابن سعد ج ۷ صہ ۳۴۵

(۲۳) وحدثنی المدائنی عن علی بن حماد وسحیم بن حفص وغیرھما (بلاذری ص۳۰۰)

ابو الیقظان سحیم بن حفص متوفی سنہ ۱۹۰ھ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں، انساب عرب کے زبردست عالم و مصنف ہیں، مدائنی نے کہا ہے کہ سحیم انکا لقب ہے، اصل نام عامر بن حفص ہے، حفص کے سب سے بڑے لڑکے کا نام محمد تھا، جس کی وجہ سے ان کی کنیت ابو محمد تھی، اور ان کا رنگ سیاہ تھا، اس لئے اسود کے نام سے بھی مشہور تھے، اور ابو الیقظان کا بیان ہے کہ ان کی والدہ نے پندرہ۱۵ دن تک انکا نام عبید اللہ رکھا تھا، اس کے بعد مدائنی نے بتایا کہ جب بسلسلۂ روایت ابوالیقظان کہوں تو یہی ابوالیقظان مراد ہیں، اور اگر سحیم بن حفص، عامر بن حفص، عامر بن ابو محمد، عامر بن اسود، سحیم بن اسود، عبید اللہ بن حفص، اور ابو اسحٰق کہوں تو بھی یہی ابوالیقظان مراد ہوتے ہیں۔[1]

(۲۴) قال ابوالحسن، عن الھذلی (خلیفہ ص۲۰۱) قال ابوالحسن عن الھذلی، عن الجارود بن ابی سبرۃ، عن سنان بن سلمۃ بن المحبق الھذلی (، ص۲۰۲) فحدثنا ابوالحسن عن الھذلی عن قتادۃ. (، ص۲۰۳) وحدثنی المدائنی عن ابی بکر الھذلی والعباس بن ھشام عن ابیہ، عن عوانۃ، (بلاذری ص۳۵۰)

ابوبکر سلمہ بن عبد اللہ بن سلمی ہذلی بصری متوفی سنہ ۱۶۷ھ تواریخ و اخبار کے مشہور عالم ہیں امام شعبی اور معاذۃ العدویہ اور دوسرے اہل علم سے روایت کی ہے۔[2]

(۲۵) وحدثنی علی بن محمد، عن النضر بن اسحٰق، عن قتادہ (خلیفہ ص۱۱۹)

ان کے شیخ حضرت قتادہ بصری متوفی سنہ ۱۱۷ھ مشہور تابعی ہیں،

(۲۶) علی بن محمد، عن سلمۃ عن داؤد، عن عامر، وابی معشر (خلیفہ ص۱۸) علی بن محمد

[1] الفہرست ص ۱۳۸ [2] العبر ج ۱ ص ۲۵۲

عن سلمۃ بن محارب، عن داؤد بن ابی ھند (خلیفہ ص۱۶۳، ص۱۸۱، ص۲۰۲) حدثنا ابوالحسن، عن سلمۃ بن محارب عن حرب بن خالد بن یزید بن معاویہ (ص۲۱۵)

وحدثنی علی بن محمد المدائنی عن سلمۃ بن محارب وغیرہ (بلاذری ص۲۶)

مسلمہ بن محارب بن سلیم بن زیاد زیادی متوفی سنہ ھ نے اپنے والد محارب سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے زیاد کے پاس لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عجم کے غیر مسلم یا اعدائے اسلام کسی قوم سے مقابلہ کے وقت میری مدد نہ کریں،[1]

(۲۷) ابوالحسن عن ابی معشر عن زید بن اسلم وغیرہ ( )

ابو معشر نجیح بن عبد الرحمٰن سندی مدنی متوفی سنہ ۱۷۰ھ مولی بنی ہاشم صاحب المغازی اور باتفاق اہل علم اعلم الناس بالمغازی ہیں، انھوں نے نافع مولی بن عمر، ہشام بن عروہ، موسی بن یسار، محمد بن منکدر وغیرہ سے روایت کی اور ان سے سفیان ثوری، ابن مہدی، وکیع، قاضی ابو یوسف، وغیرہ نے روایت کی ہے، اخباری ہونے کے ساتھ حافظ حدیث و فقیہ تھے ان کی کتاب المغازی بہت مشہور ہے۔[2]

(۲۸) وحدثنی علی بن محمد عن ابی الذیال، عن حمید بن ھلال (خلیفہ ص۱۲۳)

(۲۹) وحدثنی علی بن محمد المدائنی عن ابی محمد الھندی عن ابی الفرج (بلاذری ص۴۳۶)

ابو محمد ہندی بغدادی مولی بنی تمیم ہیں، انھوں نے ابو الفرج کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ راجہ داہر کے قتل کے بعد محمد بن قاسم پورے سندھ پر قابض ہوگئے۔[3]

(۳۰) حدثنی علی بن محمد، عن ابی زکریا العجلانی (العجلی) عن ابی الزبیر عن

[1] تاریخ کبیر ج ۴ ص ۸۰، ۳ [2] تاریخ بغداد و تہذیب التہذیب وغیرہ، [3] فتوح البلدان ص ۴۲۶ ~~تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۲۱ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۰۶~~

جابر بن عبد اللہ (خلیفہ ص ۲۵) وحدثنا علی بن محمد عن ابی زکریا یحیی بن معین (یمان) العجلانی (العجلی) عن سعد بن اسحٰق عن ابیہ (رر ص ۹۳) حدثنا ابوالحسن عن ابی زکریا العجلانی (العجلی) عن نافع، عن ابن عمر (رر ص ۱۹۰)

ابو زکریا یحییٰ بن یمان عجلی کوفی متوفی ۱۸۹ھ نے اپنے والد کے علاوہ ہشام بن عروہ، اعمش، اسمٰعیل بن ابو خالد، معمر، منہال بن خلیفہ، سفیان ثوری، حمزہ بن زیات وغیرہ سے روایت کی، امام سفیان ثوری کے علوم کے سب سے زیادہ ناشر ہیں، بڑی متقشفانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، کثرت عبادت کی وجہ سے راہب کہے جاتے تھے، بغداد میں حدیث کی روایت کی،[1]

(۳۱) علی بن محمد، عن یحییٰ بن زکریا، عن مجالد، عن الشعبی (خلیفہ ص ۱۶۳)

ابو سعید یحیی بن زکریا بن ابو زائدہ خالد بن میمون بن فیروز ہمدانی کوفی متوفی ۱۸۳ھ ابن ابی زائدہ کی کنیت سے مشہور رہیں، حلقۂ موالی سے ہیں، اپنے والد کے علاوہ اعمش، عبد اللہ بن عون، عاصم الاحول، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید انصاری، داؤد بن ابو ہند وغیرہ سے روایت کی ہے، ایک قول کے مطابق امام ابن ابی زائدہ نے کوفہ میں سب سے پہلے حدیث کی تدوین کی ہے، امام ابو حنیفہؒ کے پوتے اسمٰعیل بن حماد کا قول ہے کہ یحییٰ بن ابی زائدہ علم حدیث میں معطر دلھن کے مانند ہیں، ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ وہ مدائن میں قاضی تھے، اور بزمانہ قضاء ہی ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے،[1] غالباً مدائنی نے اسی زمانہ میں ان سے روایت کی، جب کہ دونوں مدائن میں سکونت پزیر تھے۔

(۳۲) ابوالحسن، عن یعقوب بن داؤد الثقفی (خلیفہ ص ۹۹)

(۳۳) قال علی بن محمد، روی عن موسی بن عقبہ (خلیفہ ص ۱۰)

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۰۸

موسیٰ بن عقبہ بن ابو عیاش مدنی متوفی ۱۴۱ھ مولی آل الزبیر نے حضرت ابن عمرؓ وغیرہ کا زمانہ پایا ہے، ام خالد صحابیہؓ سے روایت کی ہے، ان کی کتاب المغازی نہایت مستند ہے، امام مالکؒ کا قول ہے کہ مدینہ میں ان سے بڑا مغازی کا کوئی عالم نہیں ہے، تم لوگ اس مرد صالح کی کتاب المغازی کو پڑھو پڑھاؤ کیونکہ وہ اس بارے میں صحیح ترین کتاب ہے۔[1]

غالباً مدائنی کی روایت موسیٰ بن عقبہ سے براہ راست نہیں ہے ان کی وفات کے وقت مدائنی کی عمر چھ سال کی تھی۔

(۳۴) قال ابوالحسن، عن شیخ من الانصار والمصعبی وغیرھم (خلیفہ ص ۵۹۳)

(۳۵) قال ابوالحسن عن رجل من اھل مکۃ عن صالح بن کیسان عن عبد العزیز بن مروان (خلیفہ ص ۲۱۵)

(۳۶) محمد بن احمد بن القاسم حدثنا المدائنی، حدثنا ابوبکر بن ابی النضر حدثنا ابو النضر، حدثنا عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن دینار عن ابی حازم، عن سہیل بن سعد الساعدی (تاریخ جرجان ص ۳۹۸)

ابوبکر بن ابی النضر ہاشم بن قاسم کنانی متوفی ۲۴۵ھ نے اپنے والد ابو النضر سے اور قراد ابو نوح، محمد بن بشر عبدی، اسود بن عامر قعنبی سے روایت کی اور ان سے امام بخاری، امام مسلم، ابو قدامہ سرخسی، ابو حاتم رازی نے روایت کی ہے،[2]

(۳۷) ابو مالک الخزاعی عن ابی الحسن المدائنی عن کلیب بن خلف عن ادریس بن حنظلۃ قال الخ (تاریخ جرجان ص ۹)

چچ نامہ میں سندھ کی فتوحات کے سلسلہ میں مدائنی کی جو روایات ہیں، ان میں ان

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۶۰ [2] تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۸۶

اساتذہ کے نام ملتے ہیں، اسحٰق بن ایوب، بشر بن خلید، حاتم بن قبیصہ بن مہلب ازدی، عبدالرحمٰن بن عبد ربہ سلیطی، ابو اللیث ہندی مولی بنی تمیم،

مدائنی کے مذکورۂ بالا شیوخ و اساتذہ کے نام اور ان کے سلسلۂ سند کے رواۃ و رجال سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ائمۂ حدیث و فقہ کی تعداد علمائے تواریخ و اخبار سے کہیں زیادہ ہے، ان میں چند نام ایسے بھی ہیں جن سے مدائنی نے کسی خاص واقعہ یا محدود واقعات کی روایت کی ہے۔

اصحاب و تلامیذ | دوسری اور تیسری صدی کا زمانہ دینی علوم و فنون کے شیوخ و اصحاب کی کثرت کے لحاظ سے مشہور ہے چنانچہ ہر اسلامی شہر میں زیادہ سے زیادہ معلمین و متعلمین نظر آتے تھے، اسی دور میں مدائنی نے بھی علمی و دینی سرگرمی میں حصہ لیا اور بہت سے اہل علم نے ان سے فیض حاصل کیا، جن میں ائمۂ حدیث، اور علماء تواریخ و اخبار سب ہی شامل ہیں، مگر ان کے اساتذہ کی طرح ان کے تلامذہ کے نام بھی ان کے تذکرہ میں نہیں ملتے ہیں، صرف خطیب بغدادی نے روی عنہ لکھکر ان کے پانچ تلامذہ زبیر بن بکار، احمد بن ابی خیثمہ، احمد بن حارث الخزاز، حارث بن ابو اسامہ اور حسن بن علی بن متوکل کے نام کی تصریح کرکے وغیرہم لکھا ہے، جن کو سمعانی اور یاقوت نے بھی نقل کیا ہے[1] کتب طبقات و رجال میں تلاش و جستجو سے مدائنی کے تلامذہ کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے، چنانچہ ان کے دو ممتاز شاگرد جو ان کے بالکل ہم مذاق اور اس درجہ متاثر تھے کہ انھوں نے بھی اپنے استاد کے تتبع میں ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے دلچسپی لیکر اپنی تصانیف میں یہاں کے غزوات و فتوحات، اخبار و احداث اور امارات و ولایات کو خاص طور سے بیان کیا، یعنی خلیفہ بن خیاط اور ابو الحسن بلاذری، ان کے نام بھی

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۵۴، کتاب الانساب ج ۲ ص ۵۱۵، معجم الادباء ج ۵ ص ۳۰۹

مدائنی کے تلامذہ میں نہیں، حالانکہ مدائنی سے انھوں نے براہ راست بہت زیادہ روایت کی ہے،

(۱) ابو عمرو خلیفہ بن خیاط شیبانی عصفری بصری متوفی سنہ ۲۴۰ھ شباب کے لقب سے مشہور ہیں، تواریخ و ایام کے حافظ، رواۃ حدیث کے ناقد و مبصر، اور مستقیم الحدیث و صدوق تھے، سفیان بن عیینہؒ، یزید بن زریع، ابو داؤد طیالسی وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح اور تاریخ کبیر میں روایت کی ہے نیز ابو یعلی موصلی، عبداللہ بن امام احمدؒ، حسن بن سفیان ثوری وغیرہ نے روایت کی ہے[1] بسلسلۂ تحصیل علم خلیفہ کے بصرہ سے باہر جانے کی تصریح نہیں ملتی ہے، اغلب یہ ہے کہ انھوں نے مدائنی سے ان کے قیام بصرہ کے زمانہ ہی میں کسب علم کیا ہے، تاریخ خلیفہ اور طبقات خلیفہ دونوں کتابیں چند سال ہوئے چھپ گئی ہیں، تاریخ خلیفہ ہمارے پاس موجود ہے، جو تاریخ سنین پر قدیم ترین کتاب مانی جاتی ہے، خلیفہ نے اس میں سنہ ۱ھ سے سنہ ۲۳۲ھ تک کے اہم واقعات اور وفیات اختصار کے ساتھ درج کئے ہیں، اس میں انھوں نے پچاس سے زائد روایات اپنے استاد مدائنی کی درج کی ہیں، اور اکثر مقامات پر علی، علی بن محمد، ابو الحسن لکھا ہے، بعض جگہوں میں ان کا پورا نام علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف بھی لکھا ہے، مگر کہیں مدائنی کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ نے بصرہ ہی میں ان سے روایت کی ہے، اس کتاب میں خلیفہ نے سنین کے ماتحت ہندوستان کے غزوات و فتوحات اور احوال بیان کئے ہیں، جو یہاں کے بارے میں نہایت اہم اور نادر معلومات ہیں اور دوسری کسی کتاب میں نہیں ملتی ہیں، مگر یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے واقعات میں کہیں مدائنی کا نام نہیں لیا ہے بلکہ واقعات دوسروں کی روایت سے اور بعض بغیر سند کے درج کئے ہیں، جب کہ دوسرے

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۶۱ ابن خلکان ج ۱ ص ۱۹۰

بہت سے واقعات مدائنی سے نقل کئے ہیں، یہ کتاب مدائنی کی زندگی میں لکھی گئی ہے۔

(۲) ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بلاذری بغدادی متوفی ۲۷۹ھ نہایت ثقہ اور مشہور مورخ و نسّاب ہیں، ان کی تصانیف میں سے فتوح البلدان کے علاوہ انساب الاشراف کا معتد بہ حصہ چھپ چکا ہے، ان دونوں کتابوں میں بلاذری نے اپنے استاد مدائنی کی بہت سی روایتیں درج کی ہیں، صرف فتوح البلدان کے مختلف مقامات میں پچیس[25] سے زائد روایات ان سے منقول ہیں، اس کے باب فتوح السند کی ابتدا ہی اخبرنا علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی سیف سے کی ہے، درمیان میں بھی ان کے نام کی تصریح کے ساتھ واقعات بیان کیے ہیں، بعض محققین کا خیال ہے کہ فتح سندھ کا پورا باب مدائنی کی کتاب یا روایت سے ماخوذ ہے۔ البتہ بعض دوسرے رواۃ کے نام تائیدی طور سے آگئے ہیں یا کوئی نئی بات دوسرے سے نقل کی ہے، بلاذری نے اس کتاب میں عام طور سے ابو الحسن اور علی بن محمد کے ساتھ المدائنی کی نسبت ظاہر کی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بغداد میں مدائنی سے روایت کی ہے، اور اس وقت وہ قیام مدائن کی وجہ سے مدائنی کی نسبت سے مشہور ہو چکے تھے،

(۳) ابو جعفر احمد بن حارث بن مبارک الخزاز بغدادی متوفی ۲۵۸ھ مولی خلیفہ ابو جعفر منصور، صاحب المدائنی کی نسبت سے مشہور ہیں، ابن ندیم نے ان کو "راویۃ المدائنی" لکھا ہے، اور ان کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے، خطیب نے لکھا ہے کہ احمد بن حارث الخزاز نے مدائنی سے ان کی تصانیف کی روایت کی ہے، وکان صدوقاً من اھل الفہم والمعرفۃ' ان سے امام ابو بکر بن ابی الدنیا، ابو سعید سکری نحوی، ابو احمد جریری نے روایت کی ہے، نہایت وجیہ و شکیل تھے، سر بڑا، داڑھی لمبی چوڑی اور دہن کشادہ تھا،

انتقال سے ایک سال قبل سے سرخ خضاب استعمال کرنے لگے تھے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے کہ منکر نکیر میت پر خضاب دیکھ کر آسانی کرتے ہیں۔[1]

(۴) ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب نسائی بغدادی متوفی ۲۷۹ھ مشہور حافظ حدیث ہیں، بقول خطیب بغدادی نہایت ثقہ حافظ حدیث ہیں، مختلف فنون کے جامع، اخبار و ایام میں صاحب نظر، اور ادب کے امام ہیں، ہر فن اس کے مشہور و مستند امام سے حاصل کیا ہے، چنانچہ علم حدیث یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبلؒ سے، علم الانساب مصعب بن عبد اللہ زبیری سے، ایام الناس ابو الحسن مدائنی سے، اور علم ادب و عربیت محمد بن سلام جُمحی سے حاصل کیا، ان کی کتاب التاریخ الکبیر کے بارے میں خطیب نے لکھا ہے کہ یہ ان کی بہترین و مفید ترین تصنیف ہے، اس سے بہتر اور مفید کوئی تاریخ میرے علم میں نہیں ہے، وہ اس کتاب کی روایت بالمشافہ کرتے تھے، تاریخ ابن ابی خیثمہ کی روایت و سماعت امام ابو القاسم بغوی جیسے اکابر شیوخ نے کی ہے۔[2]

(۵) ابو محمد حارث بن محمد بن ابو اسامہ تمیمی متوفی ۲۸۲ھ نے مدائنی کے علاوہ علی بن عاصم یزید بن ہارون، محمد بن عمر واقدی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ابو بکر بن ابی الدنیا اور امام محمد بن جریر طبری نے روایت کی، حارث بن ابو اسامہ کی روایت سے امام طبری اور خطیب نے مدائنی کے بعض اہم حالات بیان کئے ہیں، محمد بن محمد اسکافی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابراہیم حربی سے حارث بن ابو اسامہ کے بارے میں سوال کیا اور کہا میں ان سے حدیث کا سماع کرنا چاہتا ہوں مگر وہ اسپر درہم وصول کرتے ہیں تو امام ابراہیم حربی نے کہا کہ تم ان سے حدیث حاصل کرو کیونکہ وہ ثقہ ہیں، ۲۸۲ھ میں چھیانوے[96] سال کی

---

[1] تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۲۳، فہرست ابن ندیم ص ۱۵۲، [2] تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۶۳، العبر ج ۲ ص ۶۲

عمر میں فوت ہوئے[۱]

(۶) ابو عبد اللہ زبیر بن بکار بن عبد اللہ بن مصعب مدنی متوفی سنہ ۲۵۶ھ نے ابو الحسن مدائنی، سفیان بن عیینہ، ابو حمزہ انس بن عیاض، نضر بن شمیل وغیرہ سے روایت کی، مکہ مکرمہ کے قاضی تھے، بغداد میں حدیث کی روایت کی، نہایت ثقہ و ثبت محدث تھے، ساتھ ہی انساب و اخبار کے زبردست عالم تھے، ان کی کتاب جمہرۃ نسب قریش و اخبارہا کا معتد بہ حصہ چھپ چکا ہے، اور میرے پاس ہے، اس کتاب میں بعض واقعات مدائنی سے مروی ہیں، مثلاً صفحہ ۳۰۰ پر وحدثنی ابو الحسن المدائنی وغیرہ ہے، زبیر بن بکار چوراسی[۸۴] سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے[۲]

(۷) ابو محمد حسن بن علی بن متوکل بن میمون متوفی سنہ ۲۹۱ھ مولی عبد الصمد بن علی ہاشمی نے ابو الحسن مدائنی، شریح بن نعمان، عاصم بن علی عفان بن مسلم، خالد بن ابو یزید قرنی سے روایت کی، خطیب نے ان کو ثقہ بتایا ہے[۳]

(۸) ابو عبد اللہ محمد بن صالح بن مہران بصری قرشی متوفی سنہ ۲۵۲ھ مولی بنی ہاشم ہیں، ابو التیاح کی کنیت سے مشہور ہیں، اپنے والد کے علاوہ ابو الحسن مدائنی، ابو سلمہ محمد بن عبد اللہ انصاری، ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ، اسد بن عمر دبجلی، عون بن کہمس بن حسن، معتمر بن سلیمان اور واقدی وغیرہ سے روایت کی، اور ان سے عباس بن جعفر بن ابو طالب، عبد اللہ بن احمد بن یونس، ابن ابی الدنیا، احمد بن علی خزاز وغیرہ نے روایت کی، بغداد میں حدیث کی روایت کی، ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، خطیب نے لکھا ہے کہ وہ اخباری، ماہر انساب اور سیر کے راوی تھے، کتاب الدولہ ان کی تصنیف ہے[۴]

۱؎ تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۱۸ ۲؎ ایضاً ج ۸ ص ۴۷۷ ۳؎ ایضاً ج ۸ ص ۳۲۹ ۴؎ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۲۶

(۹) ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ربطہ نمیری بصری متوفی سنہ ۲۶۲ھ مولی بنی نمیر ہیں، انھوں نے عبد الوہاب ثقفی، غندر، ابو عاصم النبیل محمد بن سلام جمحی، ہارون ابن عبد اللہ، ابراہیم بن منذر سے روایت کی، ذہبی نے ان کو الحافظ الاخباری صاحب التصانیف لکھا ہے، ابن ندیم نے ابن شبہ کو شاعر، اخباری، فقیہ، صادق اللہجہ، غیر مدخول الروایہ کی صفات سے یاد کیا ہے، اور تواریخ و اخبار میں ان کی بائیس[۲۲] کتابوں کے نام بتائے ہیں، جن میں تاریخ مدینہ بھی ہے[۱]

مدائنی مدائن میں مدائنی کی زندگی عراق کے تین شہروں میں بسر ہوئی، بصرہ میں پیدا ہوئے، اور یہیں نشو و نما پا کر ایک مدت تک رہے، پھر مدائن گئے، اور آخر میں بغداد پہنچے اور یہیں پیوند خاک ہوئے، خطیب نے لکھا ہے،

وھو بصری، سکن المدائن	وہ بصری ہیں مدائن میں رہے پھر وہاں
ثم انتقل عنھا الی بغداد	سے بغداد منتقل ہو گئے، اور تا دم مرگ
فلم یزل بھا الی حین	وہیں رہے۔
وفاتہ،	

اور ان کے شاگرد حارث بن ابو اسامہ کا بیان ہے،

وکان مولدہ ومنشؤہ	ان کی ولادت اور نشو و نما بصرہ میں
بالبصرۃ، ثم سار الی المدائن	ہوئی، پھر مدائن گئے، اس کے بعد بغداد
بعد حین، ثم سار الی	چلے گئے، جہاں مقیم رہے، یہاں تک کہ
بغداد فلم یزل بھا حتی توفی بھا[۲]	یہیں فوت ہوئے۔

۱؎ الفہرست ص ۱۶۳، العبر ج ۲ ص ۲۵ ۲؎ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۵۴ - ۵۵

امام ابوالحسن مدائنی

(اسلامی ہند کے پہلے مورخ)

از مولانا قاضی اطہر مبارکپوری اڈیٹر البلاغ، بمبئی،

(۲)

مدائنی مدائن میں کیوں گئے، کب گئے اور کتنے دنوں وہاں مقیم رہے ان باتوں کے بارے میں ان کے تذکرہ نگار خاموش ہیں، مگر یہ عجیب بات ہے کہ اس کے باوجود وہ مدائنی کی نسبت سے مشہور رہیں، حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جو شخص کسی شہر میں چار سال تک مقیم ہو وہ اس شہر کی طرف منسوب ہوگا[1]

محدثین کے اس اصول کے رو سے مدائنی کم از کم چار سال تک مدائن میں مقیم رہے، ان کے شیوخ میں امام ابن ابی زائدہ مدائن کے قاضی تھے، اور زمانۂ قضاہی میں ۱۸۳ھ میں وصال فرمایا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مدائنی یہاں ۱۸۳ھ کے حدود میں سکونت پذیر تھے، مدائن عراق کا قدیم ترین شہر تھا جو کسرائیوں کا مرکزی مقام تھا، اسی کے قریب بغداد آباد ہوگیا تھا، بقول خطیب بغداد سے ایک دن کی مسافت سے کم دوری پر تھا، گویا مدائن بغداد کا نواحی شہر تھا، اور کسی نہ کسی درجہ میں اسکی مرکزیت باقی تھی،

مدائنی بغداد میں | اسی طرح مدائنی کے بغداد جانے کا زمانہ بھی معلوم نہیں ہے البتہ یہ بات

---

[1] تدریب الراوی ص ۲۳۳

یقینی ہے کہ وہ ۲۱۳ھ سے پہلے یہاں آچکے تھے، یاقوت کی روایت کے مطابق ان کو خلیفہ مامون نے ایک مرتبہ اپنے میر منشی ابوجعفر احمد بن یوسف کے ذریعہ دربار میں بلوایا تھا، اور احمد بن یوسف کا انتقال ۲۱۳ھ میں ہوا، اس لئے مدائنی اس سے پہلے بغداد آگئے تھے، یہاں کی مدت اقامت مدائن کے مقابلہ میں طویل ہے، اور یہیں مدائنی کی شخصیت ابھری اور ان کو کام کرنے کے مواقع فراہم ہوئے،

اس زمانہ میں بغداد ہر علم وفن کا مرکز بنا ہوا تھا، ہر طبقہ کے اہل علم اپنے قدر دانوں کی بدولت پرسکون اور نشاط انگیز ماحول میں خوش وقت تھے، اسی دور میں اسلامی علوم وفنون کی امہات الکتب کی تالیف وتدوین ہوئی، مدائنی کو بھی بغداد میں اطمینان وسکون کی فضا میں آگے بڑھنے اور کام کرنے کا موقع ملا، ایسے مواقع حسن اتفاق سے بہت کم اہل علم کو ملتے ہیں،

اسحاق بن ابراہیم موصلی کی قدر دانی اور نوازش

بغداد میں مدائنی کو اسحٰق موصلی جیسا صاحب علم، علم وفن کا قدر داں اور محسن مل گیا اور وہ اس کے ندماء ومتعلقین میں ایسے شامل ہوئے کہ اسی مکان سے ان کا جنازہ نکلا، ابن ندیم نے ان کی وفات کے سلسلے میں تصریح کی ہے،

مات المدائنی	مدائنی کی وفات اسحٰق بن ابراہیم
فی منزل اسحٰق بن ابراہیم	موصلی کے مکان میں ہوئی۔ مدائنی
الموصلی وکان منقطعاً الیہ[1]	کا ان سے خصوصی تعلق تھا۔

یاقوت نے اس سے واضح انداز میں لکھا ہے،

واتصل باسحٰق بن ابراہیم	مدائنی اسحٰق بن ابراہیم موصلی سے
الموصلی۔ فکان لایفارق	یوں گھل مل گئے کہ ان کے مکان سے

[1] الفہرست ص ۱۴۷،

منزلہ وفی منزلہ کانت	جدا نہیں ہوتے تھے حتی کہ ان کی وفات
وفاتہ[1]	وہیں ہوئی۔

ابومحمد اسحٰق بن ابراہیم تمیمی موصلی متوفی ۲۳۵ھ صاحب کتاب الاغانی ابتداء میں محدث وفقیہ تھے، انھوں نے حدیث کی روایت سفیان بن عیینہ، ہشیم بن بشیر، ابومعاویہ ضریر وغیرہ سے کی، اور ادب وعربیت کی تعلیم اصمعی اور ابوعبیدہ وغیرہ سے حاصل کی، ان سے زبیر بن بکار، ابوالعیناء، میمون بن ہارون وغیرہ نے روایت کی، علم موسیقی وغناء میں مہارت وبراعت کی وجہ سے یہ فن ان کے دیگر علوم پر غالب آگیا، اور انھوں نے اس فن میں کتاب الاغانی لکھی اور صاحب الاغانی کی نسبت سے مشہور ہوئے، اہل علم وفن کے بڑے قدر دان تھے، سخاوت میں نیک نامی اور شہرت رکھتے تھے، عباسی خلفاء کے درباروں میں ان کی بڑی قدر ومنزلت تھی،[2] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصلی کے آب ودانہ اور بغداد کی خاک گور کی کشش نے مدائنی کو مدائن سے بغداد کھینچا تھا، موصلی کی قدر دانی اور مدائنی کے تشکر وامتنان کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہوتا ہے، مدائنی کے تلمیذ اور مشہور حافظ حدیث امام احمد بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ میرے والد یحییٰ بن معین اور مصعب بن زبیری تینوں اہل علم شام کو مصعب بن زبیری کے دروازے پر بیٹھا کرتے تھے، ایک دن شام کا واقعہ ہے کہ ان حضرات کے سامنے سے ایک خوش پوش وخوش وضع آدمی موٹے تازے گدھے پر گزرا، اس نے مجمع کو سلام کرکے یحییٰ بن معین سے کچھ بات کی، ابن معین نے اس سے کہا ابوالحسن! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اسی شریف آدمی کے پاس جارہا ہوں جو میری آستین کو اوپر سے نیچے تک دراہم ودنانیر سے بھر دیتا ہے، ابن معین نے کہا ابوالحسن! وہ کون شخص ہے؟ اس نے

[1] معجم الادباء ج ۵ ص ۳۰۹ [2] تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۳۸

جواب دیا وہ ابو محمد اسحٰق بن ابراہیم موصلی ہے، اس کے بعد جب وہ آدمی چلا گیا تو ابن معین نے دو بار ثقہ ثقہ کہا، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا؟ تو بتایا کہ یہ مدائنی ہیں، [1]

یہ واقعہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اور یاقوت نے معجم الادبار میں اختصار کے ساتھ لکھا ہے، اور دونوں میں مدائنی کے بارے میں ابن معین کا قول تین بار ثقہ ثقہ ہے۔ [2]

خلیفہ مامون کے دربار میں! مدائنی کے علم وفضل کی شہرت نے عباسی خلفاء وامراء کو بھی ان کی طرف متوجہ کیا، عجب کیا ہے کہ عباسی دربار تک مدائنی کی رسائی میں ان کے محسن موصلی کا ہاتھ رہا ہو، جو خود بھی خلفاء کے نزدیک معظم ومکرم تھے، اس سلسلہ میں یاقوت نے خلیفہ مامون کے مدائنی کو بلانے اور ان سے علمی وسیاسی گفتگو کرنے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے، مدائنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون (۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ) نے احمد بن یوسف کو حکم دیا کہ مجھے دربار میں طلب کیا جائے، اور جب میں دربار میں پہنچا تو مامون نے میرے سامنے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ذکر چھیڑا، میں نے انکے بارے میں چند حدیثیں بیان کیں، یہاں تک کہ مامون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بنوامیہ کے لعن طعن کا تذکرہ کیا، اس پر میں نے مامون کو بتایا کہ ابوسلمہ مثنی بن عبداللہ (محمد ابن عبداللہ انصاری کے بھائی) نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ان کو ایک شخص نے سنایا کہ میں نے ملک شام میں رہتے ہوئے وہاں کسی کا نام علی، حسن، حسین نہیں سنا، عام طور سے معاویہ، یزید، ولید نام سنتا تھا، ایک مرتبہ میں ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے دروازے پر بیٹھا تھا، مجھے پیاس لگ رہی تھی، میں نے اس سے پانی مانگا، اس نے یا حسن کہہ کر اپنے لڑکے کو آواز دی، اور کہا کہ اس آدمی کو پانی پلاؤ، میں نے از راہ تعجب

[1] تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۲۸ [2] میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۳، معجم الادبار ج ۵ ص ۳۱۰

اس سے پوچھا کہ تم نے حسن نام رکھا ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنے لڑکوں کے نام حسن حسین، جعفر رکھے ہیں، بات یہ ہے کہ اہل شام اپنی اولاد کے نام اللہ کے خلفاء کے نام پر رکھتے ہیں حالانکہ ہم لوگ اپنی اولاد کو لعن طعن اور سبّ وشتم سے یاد کرتے رہتے ہیں، اس لئے میں نے اپنے لڑکوں کے نام اللہ کے دشمنوں کے نام پر رکھے ہیں، اب اگر میں ان کو لعنت وملامت سے یاد کرونگا تو یہ لعنت اللہ کے دشمنوں پر ہوگی، میں نے کہا کہ میں تم کو اہل شام میں سب سے اچھا سمجھتا تھا، مگر اب معلوم ہوا کہ اہل جہنم میں تم سے بدتر کوئی نہیں ہے،

مدائنی کہتے ہیں کہ مامون نے یہ واقعہ سن کر کہا

لاجرم قد ابتعث اللہ علیھم	اللہ تعالےٰ ایسی جماعت ضرور پیدا
من یلعن احیاءھم،	کرے گا، جو ان کے زندوں اور
واموا تھم، ویلعن من	مردوں پر اور ان کے صلب ورحم
فی اصلاب الرجال وارحام	میں رہنے والوں پر لعنت کرے گی
النساء، یعنی الشیعة [1]	یعنی شیعہ،

ابوجعفر احمد بن یوسف متوفی ۲۱۳ھ خلیفہ مامون کے افاضل کتاب (کاتبوں اور سکریٹریوں) میں سے تھا، بڑا ذہین وفطین اور جامع اوصاف، جید الکلام، فصیح اللسان، حسن اللفظ، ملیح الخط اور بہت اچھا شاعر تھا، [2] مامون کا اس کو مدائنی کے بلانے کے لیے حکم دینا کسی خاص وجہ سے تھا، یہاں پر یہ بات خاص طور سے یاد رکھنے کی ہے کہ مدائنی کا مولد ومنشا بصرہ عثمانی الفکر تھا، اور اہل بصرہ شیعۂ علیؓ کے مقابلہ میں شیعۂ عثمانؓ منکر بنوامیہ کے حامی

[1] معجم الادبار ج ۵ ص ۳۱۱ [2] تاریخ بغداد ج ۵ ص ۲۱۶

وطرفدار تھے، شاید خلیفہ مامون کو مدائنی کے عثمانی الفکر ہونے کی خبر ملی ہو، اور اس نے ان کو بلاکر اس بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا ہو، اور مدائنی کے خیالات معلوم کئے ہوں، غالباً مدائنی کے بغداد آنے کے بعد جلد ہی یہ واقعہ پیش آیا تھا،

معمر بن اشعث سے متعلق علماء کی سربراہی　مدائنی بغداد کے علمی حلقوں میں معزز و محترم مانے جاتے تھے اور ہر طبقہ میں ان کی مقبولیت تھی، معمر بن اشعث نامی ایک قدردان کے یہاں چند علماء رہتے تھے، ان میں مدائنی بھی شامل تھے، بلکہ ان سب کے سربراہ تھے، ابن ندیم نے لکھا ہے کہ معمر بن اشعث کے متعلقین و منتسبین میں حفص الفرد، معمر، ابوسمر، ابوالحسن مدائنی، ابوبکر الاصم، ابوعامر عبدالکریم بن روح چھ اہل علم تھے، ان میں مدائنی متکلم تھے [1]

مدائنی اور ابن عائشہ　مدائنی کے ہم وطن اور معاصر علماء میں مشہور محدث ابوعبدالرحمٰن عبیداللہ بن محمد تیمی بصری متوفی ۲۲۸ھ عیشی، عائشی اور ابن عائشہ کی نسبت و کنیت سے مشہور ہیں، نہایت ثقہ محدث ہونے کے ساتھ اخبار و انساب اور تواریخ کے بھی زبردست عالم تھے، ان کا شمار بصرہ کے اعیان و سادات میں ہوتا تھا، ان کی سخاوت کا شہرۂ عام تھا [2]

ان ہی ابن عائشہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابوالحسن نے میرے پاس آکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے شامی علاقوں پر حملہ کا واقعہ بیان کیا اور اسی ضمن میں ان کے رہنما رافع کے بارے میں شاعر کا یہ شعر سنایا ؎

لِلّٰہِ دَرُّ رافعٍ اَنّٰی اهتدیٰ　　فَوَّزَ من قُراقرٍ الی سویٰ

خمساً اذا ساربها الجیش بکی

مدائنی کے اس شعر میں لفظ الجیش کہنے پر میں نے ان کو ٹوکا اور کہا کہ اگر یہاں لفظ

[1] الفہرست ص ۱۴۸، [2] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۴۵ العبر ج ۱ ص ۴۰۲

جیش ہوتا تو بکیٰ (واحد) کے بجائے بکوا (جمع) کا صیغہ ہوتا، اس سے مجھے معلوم ہوا کہ مدائنی کی علم کتابوں کے مطالعے کا نتیجہ ہے یعنی انھوں نے اساتذہ سے باقاعدہ نہیں پڑھا ہے،

ابواحمد عسکری نے اپنی کتاب التصحیف میں اس واقعہ کو بیان کر کے لکھا ہے، کہ الجیش بکی صحیح ہے، اور ابن عائشہ کا یہ کہنا کہ لو کان الجیش لکان بکوا وہم ہے، الجیش کے لیے بکی جائز ہے، اور اسکو لفظ واحد پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ طفیل غنوی یا اوس بن حجر نے کہا ہے،

ان یک عار بالقنان اتیتہ　　فراری، فان الجیش قد فر اجمع

علم نحو و عربیت کا یہ کھلا ہوا مسئلہ ہے، کہ اسم جنس مثلاً جیش، فوج، قوم وغیرہ اپنے لفظ کے لحاظ سے واحد اور معنی کے اعتبار سے جمع ہوتا ہے، اور اس کے لیے واحد اور جمع دونوں کے صیغے اور ضمیریں جائز ہیں، اگر مذکورۂ بالا واقعہ صحیح ہے، اور ابن عائشہ نے مدائنی کی روایت میں اسے غلط قرار دیا ہے تو مدائنی کی خاموشی ان کے علمی وقار اور ابن عائشہ کے احترام کی دلیل ہے،

یہ عہد صدیقی میں ۱۳ھ کا واقعہ ہے، جب کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے قتال مرتدین کے بعد شامی مہمات کی طرف رخ کیا، اور عین التمر کے بعد بنو کلب کے چشمہ قراقر پر یلغار کی، پھر وہاں سے نکل کر بنو کلب کے دوسرے چشمہ سویٰ پر حملہ کیا، اس مہم میں حضرت خالدؓ کے دلیل اور رہنما رافع بن عمیر طائی تھے، جن کے بارے میں شاعر نے کہا ہے،

للہ در رافع انی اهتدی　　فوز من قراقر الی سوی

ماء اذا ما رامه الجیش انثنی　　ما جازها قبلک من انسی [2]

مدائنی کے آخری دن اور انتقال　مدائنی کے جستہ جستہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوش پوش، شریف النفس اور با اخلاق و با مروت انسان تھے، کھلے ذہن و مزاج کے

[1] معجم الادباء ج ۵ ص ۳۱۰　[2] فتوح البلدان ص ۱۱۸

مائل تھے، تصنع اور نام ونمود سے متنفر تھے، اپنے محسنوں کے حسن سلوک کا برملا اعتراف کرتے تھے، اپنے بڑوں کے ادب واحترام میں آگے تھے، اس لئے اہل علم، خلفاء اور امراء میں یکساں مقبول تھے، اور زہد وتقویٰ کی حد تک اپنی زندگی بسر کرتے تھے، زندگی کے آخری حصہ میں یہ رنگ اور بھی نکھر گیا تھا، اور مسلسل روزہ رکھنے لگے تھے، ان کے تلمیذ حارث بن ابواسامہ کا بیان ہے،

انه سرد الصوم قبل موته بثلاث سنين وانه كان قد قارب مائة سنة فقيل له في مرضه: ما تشتهي؟ فقال اشتهي ان اعيش[1]

مدائنی اپنے انتقال سے تین سال پہلے سے مسلسل روزہ رکھتے تھے، حالانکہ انکا سن سو سال کے قریب کا ہوچکا تھا، مرض الموت میں پوچھا گیا کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ تو کہا کہ زندہ رہنا چاہتا ہوں،

اور سمعانی اور یاقوت کی روایت میں تین (۳) سال کے بجائے تیس (۳۰) سال روزہ رکھنے کی تصریح ہے،

ان ابا الحسن المدائني سرد الصوم قبل موته بثلاثين سنة[2]

ابوالحسن مدائنی انتقال سے تیس سال پہلے سے مسلسل روزہ رکھتے تھے،

بلکہ ذہبی اور ابن العماد نے مستقل روزہ رکھنے کی تصریح کی ہے،

وكان يسرد الصوم[3]

مدائنی برابر روزہ رکھا کرتے تھے

بڑھاپے کی آخری منزل میں جینے کی تمنا بظاہر روزہ اور دوسرے نیک اعمال کے لیے تھی، حدیث شریف میں اس مومن کے لئے بشارت آئی ہے جسکی عمر میں زیادتی کے ساتھ نیکی میں بھی کثرت ہو،

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۵۵ [2] کتاب الانساب ج ۱ ص ۵۱۵ معجم الادباء ج ۵ ص ۳۰۹ [3] العبر ج ۱ ص ۳۹۰ وشذرات الذہب ج ۲ ص ۵۴

مدائنی کا وصال بغداد میں ان کے محسن اسحٰق بن ابراہیم کے مکان میں ذی قعدہ ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ کو ہوا، اس وقت انکی عمر نوے (۹۰) سال سے زائد تھی، ذہبی نے العبر میں، ابن العماد نے شذرات الذہب میں ۲۲۴ھ بتایا ہے، جب کہ خطیب، سمعانی، یاقوت اور ذہبی نے میزان الاعتدال میں ۲۲۴ھ اور ۲۲۵ھ ...... دونوں سنین علی اختلاف الروایہ نقل کئے ہیں، ابن ندیم نے صرف ۲۲۵ھ لکھا ہے، ابن ندیم کا بیان ہے،

مات المدائني سنة خمس وعشرين ومائتين، وله ثلاث وتسعون سنة في منزل اسحق بن ابراهيم الموصلي وكان منقطعا اليه،[1]

مدائنی، ۲۲۵ھ میں فوت ہوئے اس وقت انکی عمر ترانوے (۹۳) سال تھی انکا انتقال اسحٰق بن ابراہیم موصلی کے مکان میں ہوا، ان کے موصلی سے خصوصی تعلقات تھے،

انتقال کے وقت مدائنی کی عمر کے بارے میں سب ہی تذکرہ نویس ترانوے (۹۳) سال کی تصریح کرتے ہیں، جب کہ خود مدائنی کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش ۱۳۵ھ میں ہوئی تھی، اس کی رو سے ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ میں انتقال کے وقت ان کی عمر نوے (۹۰) سال کی ہونی چاہئے۔

اقران ومعاصرین کی نظر میں مدائنی ابتداء میں محدث کی حیثیت سے ابھرے اور انتہا میں اخباری کی حیثیت سے متعارف ہوئے، اور علمائے حدیث کی طرح علمائے اخبار واحداث میں ثقہ ومستند تسلیم کئے گئے اور ان کے معاصرین نے ان کے صدق وثقاہت کا برملا اعتراف واظہار کیا، گذر چکا ہے کہ ایک مرتبہ مدائنی حافظ ابوخیثمہ زہیر بن حرب متوفی ۲۳۴ھ،

---

[1] الفہرست ص ۱۴۴

امام یحییٰ بن معین متوفی ۲۳۳ھ اور امام مصعب بن عبداللہ زبیری متوفی ۲۳۶ھ کی مجلس سے گزرے تو امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں تین بار ثقہ ثقہ ثقہ فرمایا، اور حاضرین نے خاموشی سے اس کی تائید و تصدیق کی۔

مذکورۂ بالا واقعہ کے راوی مدائنی کے شاگرد احمد بن ابی خیثمہ زہیر بن حرب ہیں، ان کا بیان ہے کہ

قال لی یحیی بن معین غیر مرۃ اکتب عن المدائنی کتبہ۔	ابن معین نے بارہا مجھ سے کہا کہ تم مدائنی کی کتابیں لکھا کرو اور ان سے ان کی روایت کرو۔

امام ابوقلابہ رقاشی (عبدالملک بن محمد بصری متوفی ۲۷۶ھ) کا بیان ہے کہ میں نے ابوعاصم النبیل (ضحاک بن مخلد بصری متوفی ۲۱۲ھ) کے سامنے ایک حدیث بیان کی، انھوں نے کہا کہ یہ حدیث کس کی سند سے ہے، اور اس کے راوی کون لوگ ہیں؟ یہ حدیث حسن کے درجہ کی ہے، میں نے کہا کہ اس کی سند نہیں ہے، البتہ اسے ابوالحسن مدائنی نے مجھ سے بیان کیا ہے، ابوعاصم النبیل نے یہ سنتے ہی کہا۔

سبحان اللہ ابوالحسن اسناد[1]	سبحان اللہ ابوالحسن خود ہی سند ہیں،

یہ چاروں ائمۂ دین اپنے دور میں آسمان علم کے آفتاب و ماہتاب تھے، انھوں نے مدائنی کو سند و ثقہ فرما دیکر ان کے علم و فن کے معتبر و مستند ہونے کی شہادت دی ہے، البتہ ان کے ایک معاصر محدث و مورخ ابن عائشہ (عبیداللہ بن محمد بصری متوفی ۲۲۸ھ) نے ان سے ایک شعر سن کر اپنے خیال کے مطابق ایک غلطی نکالی اور اسی کی بنا پر انکے

[1] تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۵۵،

بارے میں کہا۔

وعلمت ان علمہ من الصحف[1]	میں سمجھ گیا کہ مدائنی کا علم کتابی ہے (درسی نہیں ہے)

مطلب یہ ہے کہ ابن عائشہ کے خیال میں مدائنی نے شیوخ و اساتذہ سے روایت کرنے کے بجائے انکی کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور اپنے طور پر ان کو سمجھا ہے، مگر اس واقعہ کے ناقل ابواحمد عسکری نے اسکو ابن عائشہ کا وہم قرار دیکر مدائنی کی تائید و توثیق کی ہے، مشہور اخباری عالم ابوجعفر محمد بن حبیب بغدادی متوفی ۲۴۵ھ مدائنی کے متاخر الوفاۃ معاصر ہیں، انھوں نے کتاب المحبر میں (ص ۵۲۱) "قال المدائنی" کہہ کر روایت کی ہے،

مشہور امام نحو ثعلب (ابوالعباس احمد بن یحییٰ نحوی متوفی ۲۹۱ھ) اگرچہ مدائنی کے معاصرین میں سے نہیں ہیں مگر انھوں نے اپنے ابتدائی ایام میں مدائنی کا آخری زمانہ پایا ہے، ان کا قول ہے،

من اراد اخبار الجاھلیۃ فعلیہ بکتب ابی عبیدۃ	جو شخص زمانۂ جاہلیۃ کی تاریخ معلوم کرنا چاہے وہ ابوعبیدہ کی کتابیں پڑھے
ومن اراد اخبار الاسلام فعلیہ بکتب المدائنی[2]	اور جو شخص زمانۂ اسلام کی تاریخ معلوم کرنا چاہے وہ مدائنی کی کتابیں پڑھے

علامہ ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ اخباری متوفی ۲۱۰ھ اخبار و تواریخ کے مشہور عالم و مصنف ہیں، قریش کی شاخ قبیلہ بنو تیم کے غلام ہیں، خاندان فارس کا تھا، مدائنی کے معاصر ہیں، انھوں نے بھی عجم کی فتوحات پر کتاب فتوح خراسان، کتاب فتوح آرمینیہ اور

[1] معجم الادباء ج ۵ ص ۳۱۰ [2] تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۵۵

کتاب فتوح الاہواز تصنیف کی ہے،[1]

محدثین کے نزدیک مدائنی کا مقام و مرتبہ مدائنی محدثین کے زمرے سے نکل کر علماء اخبار واحداث میں شامل ہوگئے تھے، اس لئے بعد میں محدثین نے ان کو اخباری کی حیثیت دیدی، وہ خود بھی حدیث کی روایت کے بجائے تواریخ وانساب کی تدوین وروایت میں مصروف ہوگئے، ابن عدی نے "الکامل فی الضعفاء" میں ان کے بارے میں لکھا ہے،

لیس بالقوی فی الحدیث	مدائنی حدیث میں قوی نہیں ہیں،
وھو صاحب اخبار، قل ماله	وہ صاحب اخبار ہیں، ان کے یہاں
من الروایات المسندة[2]	مسند احادیث قلیل ہیں،

ذہبی نے ابن عدی کا یہ قول میزان الاعتدال میں صرف نقل کر دیا ہے، البتہ انھوں نے "المغنی فی الضعفاء" میں اس کے ساتھ اپنی یہ رائے بھی لکھی ہے،

المدائنی الاخباری صدوق،	مدائنی اخباری صدوق ہیں ابن عدی
قال ابن عدی لیس بالقوی[3]	نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہیں،

بخلاف اس کے ذہبی نے کتاب العبر میں صرف یہ لکھا ہے،

وثقه ابن معین وغیرہ[4]	یحییٰ بن معین وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا ہے،

ابن العماد نے بھی شذرات الذہب میں یہی لکھا ہے،[5] اور یاقوت نے لکھا ہے

وکان ثقة اذا حدث عن	مدائنی جب ثقات سے روایت کریں
الثقات،[6]	تو وہ ثقہ ہیں،

[1] الفہرست ص ۹۰، [2] میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۳ [3] المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۴۵۴
[4] العبر ج ۱ ص ۳۹۱ [5] شذرات الذہب ج ۲ ص ۵۴ [6] معجم الادباء ج ۵ ص ۳۱۰

محدثین اور ائمۂ جرح وتعدیل کے یہ آراء واقوال مدائنی کے حق میں احادیث کی روایت کے بارے میں ہیں، جن میں ان کو ثقہ، سند، صدوق بتایا گیا ہے اور چونکہ انھوں نے اخبار واحداث کو اپنا خاص موضوع بنا لیا تھا، اس لئے احادیث وآثار کی روایت نہیں کی، اور نہ ہی مسند احادیث کا اہتمام کیا، یہی وجہ ہے کہ محدثین کے نزدیک وہ اخباری رہے، اور اس بارے میں ان کی ذات ثقہ، صدوق، سند اور قابلِ اعتماد ہے، صرف ان کی ایک مسند حدیث میزان الاعتدال میں یوں آئی ہے،

روی عن جعفر بن هلال،	مدائنی نے جعفر بن ہلال سے روایت کی،
عن عاصم الاحول عن ابی	انھوں نے عاصم الاحول سے، انھوں نے
عثمان، عن ابی اسامة قال!	ابوعثمان سے، انھوں نے ابو اسامہ رضؓ سے
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحملنی	کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور حسن بن علی رضؓ کو
والحسن بن علی ویقول!	اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ میں
اللّٰھم انی احبھما فاحبھما۔	ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی
	ان کو محبوب رکھ،

مدائنی نے فن تاریخ کو اپنی علمی سرگرمی کا محور بنا کر اس کی روایت وسند میں محدثانہ انداز اختیار کیا، اور تدلیس یا رواۃ کی جہالت سے بچنے کی کوشش کی، چنانچہ ابوالیقظان کے بارے میں تصریح کی ہے کہ ان سے روایت وسند میں انکا نام کئی طرح سے لیتا ہوں اور ابوالیقظان، سحیم بن حفص، عامر بن حفص، عامر بن ابو محمد، عامر بن اسود، سحیم بن اسود، عبید اللہ بن حفص، اور ابو اسحق سے میری مراد ابوالیقظان ہی ہوتے ہیں،[1]

[1] الفہرست ص ۱۳۸،

مدائنی اخباری و مؤرخ | مدائنی کے شیوخ و اساتذہ میں اکثر ائمہ حدیث ہیں جن میں سے بعضوں نے حدیث کے ساتھ سیر و مغازی اور تواریخ سے بھی اعتنا کیا، خاص طور سے قاضی علی بن مجاہد کابلی متوفی سنہ ۱۹۰ھ صاحب المغازی، موسیٰ بن عقبہ متوفی سنہ ۱۴۱ھ صاحب المغازی، ابومعشر سندی مدنی متوفی سنہ ۱۷۰ھ صاحب المغازی، ابوبکر ہذلی بصری متوفی سنہ ۱۶۷ھ عالم تواریخ وانساب، ابوالیقظان متوفی سنہ ۱۹۰ھ عالم انساب عرب، مؤخر الذکر کے علاوہ یہ سب حضرات علم حدیث کے شیوخ ہونے کے ساتھ تواریخ کے مستند ائمہ ہیں، اور مدائنی کی طرح علی بن مجاہد کابلی اور ابومعشر سندی، طبقۂ موالی سے ہیں، ان کا آبائی و نسلی تعلق بھی مدائنی کے آبائی و نسلی وطن سے ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی شیوخ سے متاثر ہو کر مدائنی کا اشہب قلم تواریخ و انساب، اخبار و احداث اور غزوات و فتوحات کے میدان کی طرف مڑ گیا، اور اسکی وسعت اور رنگینی نے باہر نکلنے نہ دیا، اسی لئے مدائنی کے تلامذہ کی اکثریت ائمہ تاریخ کی ہے، ان کا تمام تر تصنیفی سرمایہ اخبار و احداث پر مشتمل ہے، اور وہ بعد میں اخباری کی نسبت سے مشہور ہوئے، ان کے سب سے پہلے تذکرہ نگار ابن قتیبہ متوفی سنہ ۲۷۶ھ نے کتاب المعارف میں انکا ذکر علمائے تاریخ میں کر کے لکھا ہے،

والاغلب علیہ روایۃ الاخبار[1]	مدائنی پر اخبار کی روایت کا غلبہ ہے،

ابوالعباس احمد بن یحییٰ ثعلب متوفی سنہ ۲۹۱ھ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے،

من اراد اخبار الجاھلیۃ	جو شخص زمانۂ جاہلیت کی تاریخ پڑھنا
فعلیہ بکتب ابی عبیدۃ،	چاہے، اس کو ابوعبیدہ کی کتابیں

---

[1] المعارف ص ۲۳۴

ومن اراد اخبار الاسلام	دیکھنی چاہئیں، اور جو شخص اسلامی تاریخ
فعلیہ بکتب المدائنی۔	پڑھنا چاہے اسکو مدائنی کی کتابیں پڑھنی چاہئیں

خطیب اور سمعانی نے لکھا ہے۔

وکان عالماً بایام الناس	مدائنی ایام ناس، اخبار عرب اور
واخبار العرب وانسابھم	انساب عرب کے عالم تھے، اسی طرح
عالماً بالفتوح والمغازی،	فتوح و مغازی کے عالم اور شعر کے
وراویۃ الشعر صدوق فی	راوی تھے، ان علوم میں صدوق و
ذالک[1]	ثقہ تھے،

ذہبی نے العبر میں ان کا تعارف "الاخباری، صاحب التصانیف، والمغازی والانساب" کے الفاظ سے کرایا ہے، اور میزان الاعتدال میں الاخباری صاحب التصانیف اور المغنی فی الضعفاء میں الاخباری صدوق لکھا ہے، سمعانی نے کہا ہے، وھو صاحب الکتب المصنفۃ اور شذرات الذہب میں بھی الاخباری، صاحب التصانیف، والمغازی والانساب ہے، الغرض مدائنی کے تذکرہ نویسوں نے ان کو اخبار و احداث، سیر و مغازی، انساب عرب، اشعار عرب اور فتوحات میں صاحب الکتب المصنفہ اور ان علوم کا امام مانا ہے، اور ان ہی میں ان کو شہرت و ناموری ملی،

تاریخی تصانیف | مدائنی کی زندگی کے ابتدائی ۷۵ سال، دوسری صدی میں اور آخری پچیس ۲۵ سال تیسری صدی کے ربع اول میں گزرے، یہ زمانہ اسلامی علوم و فنون کی تالیف و تدوین کا دور شباب ہے، اس میں ائمۂ علم و فن نے اپنے زمانہ تک کے علوم و فنون کو سینوں سے

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۵۵، کتاب الانساب ج ۲ ص ۵۱۵

سفینوں میں منتقل کیا، چنانچہ فنِ تاریخ میں بھی خوب خوب اور طرح طرح سے کام ہوا، درحقیقت اسی دور کی تصانیف بعد کے مصنفین کا ماخذ بنیں اور ان کو امہات الکتب کا درجہ ملا۔

اس دور میں مدائنی کے اساتذہ، تلامذہ اور معاصرین میں فن تاریخ کے عظیم مصنف پیدا ہوئے، مثلاً ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی متوفی سنہ ۱۵۷ھ صاحب کتاب فتوح العراق جن کے بارے میں ابن قتیبہ نے لکھا ہے، "وکان صاحب اخبار وانساب، والاخبار علیہ اغلب"، ہشام بن محمد بن سائب کلبی متوفی سنہ ۲۰۴ھ صاحب کتاب الجمہرۃ فی النسب وھو من محاسن الکتب فی ہذا الفن (ابن خلکان ج ۲ ص ۲۲۲) انھوں نے تاریخ وانساب میں ڈیڑھ سو سے زائد کتابیں لکھیں،

محمد بن عمر واقدی متوفی سنہ ۲۰۷ھ صاحب کتاب فتوح العراق وکتاب التاریخ وکتاب المغازی،

ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ متوفی سنہ ۲۱۰ھ یا سنہ ۲۱۱ھ،

محمد بن سعد بغدادی کاتب الواقدی متوفی سنہ ۲۳۰ھ صاحب الطبقات،

زبیر بن بکار متوفی سنہ ۲۵۶ھ صاحب کتاب جمہرۃ نسب قریش واخبارہا۔

مصعب بن عبداللہ زبیری متوفی سنہ ۲۳۶ھ،

خلیفہ بن خیاط بصری متوفی سنہ ۲۴۰ھ صاحب الطبقات والتاریخ۔

ابوالحسن احمد بن یحییٰ بلاذری بغدادی متوفی سنہ ۲۷۹ھ صاحب انساب الاشراف وفتوح البلدان۔

احمد بن اسحٰق بن جعفر یعقوبی صاحب کتاب التاریخ وکتاب البلدان۔

عمر بن شبہ بصری متوفی سنہ ۲۶۳ھ اخباری صاحب التصانیف۔

محمد بن صالح بن مہران بصری متوفی سنہ ۲۵۲ھ صاحب کتاب الدولہ۔

یہ تمام علمائے تاریخ وانساب صاحبِ تصانیف کثیرہ ہیں، خصوصاً غزوات وفتوحات پر انھوں نے چھوٹی بڑی کتابوں کے انبار لگائے ہیں، جن میں بلادِ اسلامیہ کی فتوحات کی طرح ہندوستان کی فتوحات کا بھی ذکر ہے، چنانچہ تاریخ خلیفہ بن خیاط، تاریخ یعقوبی اور بلاذری کی فتوح البلدان سے اگر ہندوستان کی اسلامی تاریخ مرتب کی جائے تو اچھی خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے، واقدی نے اخبار فتوح بلاد السند نامی اپنی کتاب یا کسی کتاب کے باب میں حضرت امیر معاویہؓ کے امیر سندھ عبداللہ بن سوار عبدی کی خدمت میں راجہ قیقان کو تحفہ ہدیہ بھیجنے کا ذکر کیا ہے، اور ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں حضرت ربیع بن صبیح بصری متوفی سنہ ۱۶۰ھ کے ہندوستان میں انتقال کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ خبر مجھے بصرہ کے ایک شیخ نے دی ہے، جو ان کے ساتھ موجود تھے،

خلیفہ نے ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ کی روایت سے محمد بن قاسم کی ولایت سندھ کا ذکر کرکے عون بن حسن بن کہمس بصری سے ان کے والد کے غزوۂ سندھ میں شریک ہونے کا ذکر کیا ہے، اور بلاذری نے فتوح السند کے باب میں ہشام بن الکلبی سے روایت کی ہے، اگر ان قدیم علمائے تاریخ کی کتابیں ناپید نہ ہوئی ہوتیں تو ہم کو ان سے ہندوستان کے بارے میں نہایت مستند و نادر اور اہم معلومات حاصل ہوتیں، اس سلسلہ میں اس دور کے مشہور ادیب و فلسفی اور صاحبِ طرز مصنف جاحظ (ابوعثمان عمرو بن بحر بن محبوب بصری متوفی سنہ ۲۵۵ھ) کا ذکر بھی ضروری ہے، جس نے کتاب الحیوان، کتاب البیان والتبیین اور دیگر کتب و رسائل میں ہندوستان کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات درج کی ہیں، جن کا تعلق اگرچہ یہاں کی فتوحات و غزوات سے نہیں ہے، مگر یہاں کے بارے میں اس انداز کی معلومات دوسرے مصنفین کی کتابوں میں نہیں ہیں،

اسی طبقہ میں مدائنی کا بھی شمار ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ وہ تاریخ و انساب اور فتوح کی مختلف الانواع تصانیف کثیرہ میں اپنے طبقہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں، اور اس کا ذیل کے سرخیل نظر آتے ہیں، ابن ندیم نے الفہرست میں ص ۱۴۷ سے ص ۱۵۲ تک پانچ صفحات میں ان کی تاریخی تصانیف کے نام درج کئے ہیں اور یاقوت نے معجم الادباء میں ابن ندیم کے حوالہ سے ان کو نقل کیا ہے، جن کی مجموعی تعداد دو سو ستر سے زائد ہے، ابن ندیم نے حسب ذیل عنوانات کے ماتحت مدائنی کی کتابوں کے نام لکھے ہیں،

(۱) کتبہ فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹	کتابوں کے نام
(۲) کتبہ فی اخبار قریش	۳۱	"
(۳) کتبہ فی اخبار مناکح الاشراف و اخبار النساء	۲۳	"
(۴) کتبہ فی اخبار الخلفاء	۶	"
(۵) کتبہ فی الاحداث	۲۶	"
(۶) کتبہ فی الفتوح	۳۶	"
(۷) کتبہ فی اخبار العرب	۱۰	"
(۸) کتبہ فی اخبار الشعراء	۳۲	"
(۹) ومن کتبہ المولفۃ	۴۵	"

اور کتبہ فی الفتوح کے ذیل میں خالص اسلامی ہند کی تاریخ پر ان تین کتابوں کے نام ہیں (۱) کتاب ثغر الہند (۲) کتاب عمال الہند (۳) کتاب فتح مکران[1] افسوس کہ مدائنی کی دو سو سے زائد کتابوں میں سے کوئی کتاب آج موجود نہیں ہے،

[1] الفہرست ص ۱۵۰

ورنہ ان کی تصانیف خصوصاً مذکورہ تینوں کتابوں سے اسلامی ہند کی ابتدائی تاریخ کا نہایت مستند و معتبر ذخیرہ ہمارے پاس ہوتا، واقعہ یہ ہے کہ مدائنی اسلامی ہند کے سب سے پہلے مورخ اور اپنے معاصر مورخوں میں ہندوستان کی تاریخ کے سب سے بڑے عالم و مصنف تھے، جیسا کہ ابن ندیم نے ابومخنف لوط بن یحییٰ متوفی سنہ ۱۵۷ھ کے تذکرہ میں علمائے تاریخ کا یہ قول نقل کیا ہے،

قالت العلماء: ابومخنف بامر	علماء نے کہا ہے کہ ابومخنف عراق کے
العراق واخبارھا وفتوحھا	امور و اخبار اور فتوحات کا دوسروں
یزید علی غیرہ، والمدائنی	سے زیادہ علم رکھتے ہیں، اور مدائنی
بامر خراسان والھند و	خراسان و ہند اور فارس کے معلومات
فارس، والواقدی بالحجاز	میں دوسروں پر فائق ہیں اور واقدی
والسیرۃ وقد اشترکوا فی	حجاز اور سیر و مغازی کے علم میں دوسروں
فتوح الشام[1]	سے آگے ہیں، اور شام کی فتوحات
	میں سب مشترک ہیں،

یہی وجہ ہے کہ مدائنی کے تلامذہ بھی اس بارے میں اپنے طبقہ میں ممتاز ہیں، اور اپنی کتابوں میں ہندوستان کی فتوحات وغیرہ کا تذکرہ کثرت سے کرتے ہیں، خلیفہ، بلاذری اور یعقوبی کی کتابیں خوش قسمتی سے زمانہ کی غارت گری سے محفوظ رہ گئی ہیں، جو اس دعوے کی بہترین دلیل ہیں، مدائنی نے ہندوستان کی اسلامی تاریخ پر ان تین مستقل کتابوں کے علاوہ اپنی دیگر تصانیف میں بھی بہت کچھ لکھا ہوگا، اخبار خلفاء، اور اخبار عرب کے سلسلہ کی کتابوں میں خصوصاً کتاب اخبار ثقیف اور کتاب فتوح خراسان میں یہاں کے حالات ہوں گے،

[1] الفہرست ص ۱۳۶

بعد کے مورخوں نے مدائنی کی روایات اپنی کتابوں میں درج کرکے ان کے تاریخی سرمایہ کا کچھ حصہ محفوظ کر لیا ہے، طبری نے تقریباً پانچ سو روایات مدائنی کی بیان کی ہیں، جن کا تعلق زیادہ تر خراسان اور عراق کی فتوحات سے ہے، ایک مقام پر محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ کے سلسلہ میں مدائنی کی روایت سے بلوا ث کلبی مدائنی کا ایک واقعہ لکھا ہے، بلاذری نے انساب الاشراف میں مدائنی کے حوالہ سے[25] بہت سے واقعات و روایات کو بیان کیا ہے، اور فتوح البلدان میں کم از کم پچیس مقامات پر مدائنی کی روایات درج کی ہیں، اور اس کے باب فتوح السند کی ابتدا مدائنی کی روایات سے یوں کی ہے، اخبرنا علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی سیف، اس کے بعض مقامات میں تصدیق یا اختلاف کی غرض سے ابن الکلبی، ابوبکر ہذلی، اور منصور بن حاتم نحوی کے بیانات بھی نقل کئے ہیں، یعقوبی نے اپنی تاریخ میں سندھ کے حالات درج کئے ہیں، مگر اس میں مدائنی کے نام سے کوئی روایت نہیں ہے، البتہ پوری کتاب میں بعض مقامات پر مدائنی کا نام موجود ہے،

خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں پچاس سے زائد مقامات پر مدائنی کی روایات ان کے نام کے ساتھ درج کی ہیں، مگر ہندوستان کے واقعات میں ان کا نام ایک جگہ بھی نہیں ہے،

چچ نامہ محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ پر مشہور کتاب ہے، اس کے محرف و مصحف مطبوعہ نسخہ میں مدائنی کی تیرہ[13] روایات ہیں، اور دو[2] روایتیں محمد بن حسن، اور محمد بن حسن مدنی کے نام کی ہیں، یہ غالباً ابوالحسن علی بن محمد مدائنی کی تحریفی شکل ہے، ×